ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

نیل زہرا
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، فاطمہ جناح ویمن یونی ورسٹی، راولپنڈی ۔
ڈاکٹر اقلیمہ ناز
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، فاطمہ جناح ویمن یونی ورسٹی، راولپنڈی۔

ناول "خفیف مخفی کی خواب بیتی" میں لسانی انحراف کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Neel Zahra*
Scholar Ph.D Urdu. FJWU, Rawalpindi.
Dr. Aqlima Naz
Assistant Professor, Department of Urdu. FJWU, Rawalpindi.
***Corresponding Author:**
aqlimanaz@fjwu.edu.pk

A Critical Research Study of Linguistic Deviation in Novel Khafif Makhfi ki Khawab Beeti.

This Paper is an attempt to shed light on linguistic deviation in Mirza Athar Baig's novel Khafif Makhfi ki Khawab Beeti. Linguistic Deviation occurs when the writer deviates from ordinary use of language and breaks the common norms or standards of language. The Novelist has made his novel a reflection of the society in which he used Urdu language freely. He has deviated from the standard language on various levels: lexical deviation, semantic deviation, Graphological Deviation, dialectical deviation, Syntactic Deviation etc. As a different novelist Mirza Athar Baig deviates from the traditional concept of hero. He does not use standard language also. He has created many new words and phrases. He used slangs that are abusive and vulgar words. There is ambiguity in many sentences. This deviation has made Khafif Makhfi ki Khawab Beeti a different novel for Urdu readers.

Key Words: *Deviation, standards, lexical, semantic, dialectical, graphological, new words, slang.*

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

زبان لفظوں کا کھیل ہے اور ادب لفظوں کی دنیا ہے۔ اس لفظوں کی دنیا سے ہی لسانیات کے مباحث نے جنم لیا ہے۔ لسانیات زبان کی بنیاد، اصلیت اور ماہیت کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پیدائش، دائرہ کار اور اس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو زیر بحث لاتی ہے۔ لسانیات زبان کا س ایسا سائنسی مطالعہ ہے جو زبان کی داخلی اور خارجی ساخت کا بیک وقت تجزیہ کرتا ہے۔ لسان ربط کا ایک ایسا ذریعہ ہے جسے معلومات کے تبادلے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ معلومات کا تبادلہ تحریری طور پر، اشاروں سے، بصری مواد سے، علامتوں کے استعمال سے یا براہ راست گفتگو یا کلام سے ممکن ہے۔ لسانیات میں لفظیات سے متعلق مباحث کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ الفاظ کی حسن ترتیب کسی بھی ادبی تخلیق میں جان ڈال دیتی ہے۔ الفاظ کی جادو گری ہی کسی ادبی تخلیق کو ادبی کلاسیک کا درجہ دلوا دیتی ہے۔ الفاظ کے تخلیقی استعمال میں بڑی تاثیر، طاقت اور طلسم ہوتا ہے جو تخلیق کار کو فصاحت اور بلاغت کی دنیا میں لے جاتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ ناول خفیف مخفی کی خواب بیتی میں زبان کا تخلیقی استعمال اس انداز سے کرتے ہیں کہ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ناول کی کہانی کے ساتھ ساتھ اردو زبان کے نت نئے تجربات سے بھی لطف و اندوز ہو رہا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے اس ناول میں لسانی انحراف کا ایسا منفرد تجربہ کیا ہے جو اردو زبان میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔ مرزا اطہر بیگ کا شمار ان ناول نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے اردو ناول کو ایک نئی جہت سے متعارف کروایا۔ ۲۰۲۲ تک ان کے چار ناول غلام باغ، صفر سے ایک تک، حسن کی صورت حال اور خفیف مخفی کی خواب بیتی منظر عام پر آ چکے ہیں جو اردو بولنے والوں کے لیے حیرت اور دلچسپی سے بھرپور ہیں۔ مرزا اطہر بیگ کے ہاں ناول کی تخلیق کے روایتی طریقوں سے انحراف ملتا ہے۔ وہ اردو ناول کی روایت کو توڑتے ہوئے نت نئے تجربات کرتے ہیں اور ناول کی تحریر کو نئے کلیوں سے متعارف کرواتے ہیں۔ مرزا اطہر بیگ کو یہ کمال بھی حاصل ہے کہ وہ مشاہدے اور علم کے ساتھ ساتھ تجربات کو بھی بہت اہمیت دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک کوئی ناول اس وقت تک ادب کی بلندیوں کو نہیں چھو سکتا اگر اس میں تجربوں کا لمس نہیں ہے۔ اس حوالے سے علی حسن اویس مرزا اطہر بیگ کے تعارفی مطالعے میں رقمطراز ہیں:

> "اگر ناول میں تجربات نہیں ہیں تو یہ پاپولر ناول(Popular Novel)تو ہو سکتا ہے مگر ادبی ناول نہیں ہو گا۔ ادبی ناول میں کسی نہ کسی سطح پر تجربہ ضرور ہوتا ہے۔ یہ حیرت انگیز صنف ادب ہے۔ یہاں امکانات لا محدود ہیں۔ اس میں کمال ہے کہ تغیر کو گرفت میں لانے کے لیے مصنف خود تغیرات سے گزرتا ہے۔"(۱)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ناول خفیف مخفی کی خواب بیتی کا مرکزی کردار جو خفیف مخفی کے نام سے ناول کے کینوس پر نظر آتا ہے اس کا اصل نام سلطان زمان ہے مگر تحقیق کی دنیا میں اس نے اپنی پہچان خفیف مخفی کے نام سے بنا رکھی ہے۔ناول کی ابتدا کچھ ایسے لوگوں کی کہانیوں اور قصوں سے ہوتی ہے جو ماورائے عمومی واقعات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ماورائے عمومی واقعات سے مراد وہ واقعات ہیں جن کی منطق عام انسانی ذہن سمجھنے سے قاصر ہو اور یہ انسان کو خوف زدہ کرتے ہوں۔یہ ناول ماورائے عمومی واقعات کو سائنسی طریقے سے ثابت کرنے کی کوششوں پر مبنی ایک ایسی داستان بن جاتا ہے جس کا ہیرو خفیف مخفی ہے۔ناول کا ایک اہم کردار محکم دین ہے جو خفیف مخفی کا اسسٹنٹ ہے اور اس سے بہت بے تکلف ہے۔موسیو لافاں ماورائے حقیقی واقعات کا فرانسیسی محقق ہے جس سے خفیف مخفی اپنی تحقیق میں راہنمائی لیتا ہے۔گلوریا گلزار ایک خوبصورت دوشیزہ ہے جو ماورائے حقیقی واقعات کی تحقیق میں دلچسپی رکھتی ہے اور خفیف مخفی سے بہت متاثر ہے۔نجف جبلی رسالہ اسرار کا ایڈیٹر ہے جس میں خفیف مخفی کی ماورائے عمومی واقعات کی تحقیق شائع ہوتی ہے ۔اس کے علاوہ ضمنی کرداروں میں خفیف مخفی کی اہلیہ ثریا بیگم ،بیٹا فیصل ،حاکم دین،اکرم،عبدل،استاد کھیر او غیرہ شامل ہیں۔

ناول غلام باغ کی طرح خفیف مخفی کی خواب بیتی کی زبان،اسلوب اور تکنیک یہاں تک کہ ہیرو کا کردار بھی روایتی نہیں ہے۔خفیف مخفی کی خواب بیتی کا موضوع منفرد اور انوکھا ہے جس کے بیانیے میں مرزا اطہر بیگ نے اردو زبان کے مروجہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے تازگی اور انوکھا پن پیدا کر دیا ہے۔ناول نگار نے ماورائے عمومی واقعات کے اظہار کے لیے نئے نئے لسانی تجربے تشکیل دیے ہیں۔اردو زبان کی توڑ پھوڑ بھی کی ہے جس کی وجہ سے اردو زبان اپنی مروجہ ڈگر سے ہٹی ہوئی نظر آئی ہے۔اس لسانی انحراف سے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں بہت سی نئی،انوکھی اور منفرد تراکیب بھی سامنے آتی ہیں۔زبان کے اس انفرادی استعمال کے باوجود یہ ناول نگار کے تخیل کا بھرپور ابلاغ کرتی ہے۔

محمد عاصم بٹ مرزا اطہر بیگ سے لیے گئے ایک انٹرویو میں ان کے ناولوں کی زبان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مرزا اطہر بیگ کا ناول کے موضوع اور زبان ے حوالے سے کہنا ہے کہ آپ دنیا کا بڑے سے بڑا ناول اٹھالیں اگر اس میں انسانی جذبات،محبت،فاقہ اور غربت کے موضوعات تو ہیں لیکن پیش کرنے کا انداز اور زبان بالکل سادہ ہے تو وہ ناول کبھی بھی اعلیٰ ادب میں شمار نہیں ہو گا۔ناول نگار پہلے کسی خاص ماحول،واقعے یا کردار کو دریافت کرتا ہے پھر زبان اس کا ہتھیار بنتی ہے۔وہ زبان کے ذریعے اپنے تخیل کو استعمال کرتے ہوئے کیسے اس دریافت کے عمل

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

سے گزرتا ہے یہی اس کا کمال ہوتا ہے۔ ادبی زبان مانوس کو غیر مانوس طریقے سے پیش کرتی ہے۔ یہ ادبی زبان کی تعریف ہے۔ آپ خود ہی سوچیے کیسے زبان کی خاصیت پر اصرار کرنے والے توقع کرتے ہیں کہ آپ اس میں نئے تجربات کی حوصلہ شکنی کریں اور وہ پھر بھی نئے سے نئے چیلنج کو قبول کرنے کے لیے خود کو تیار رکھیں۔ (۲)

مرزا اطہر بیگ کے مذکورہ بالا اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناول نگار شعوری اور لاشعوری طور پر زبان شکنی کرتے ہوئے نئے تجربات کرتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے اپنے ناول خفیف مخفی کی خواب بیتی میں اردو زبان کے استعمال کی مختلف سطحوں پر انحراف کیا ہے۔ جب مصنف معیاری زبان کے قواعد کی پابندی نہیں کرنا چاہتا تو وہ لسانی انحراف کرتا ہے۔ مصنف جب فنکارانہ قابلیت حاصل کرنے کے لسانی انحراف کرتا ہے تو وہ زبان میں ایسے انوکھے تجربات کرتا ہے جس سے زبان کو تازگی ملتی ہے اور اس سے زبان میں نئے اضافے ہوتے ہیں۔ یسریٰ محمد سلمان اپنے آرٹیکل Linguistic Deviation in Literary Style:A Stylistic Analysis میں لسانی انحراف کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ Deviation کی اصطلاح کسی بھی ایسے لفظ، اس کے تلفظ اور جملے کی ساخت کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے جو زبان کے مروجہ نارمز سے انحراف کرتے ہوں۔ لسانی تناظر میں نارمز سے مراد زبان کی معیاری تحریری اور تقریری شکل ہے۔ انحراف کا نظریہ کسی بھی شاعر یا مصنف کے لیے ایک اجازت نامہ ہے کہ وہ عام لوگوں کی زبان میں تخلیق کر سکیں۔ (۳)

مزید وہ لسانی انحراف کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ Linguistic Deviation کی اصطلاح جیوفری لیچ (Geoffrey Leech) نے ۱۹۶۹ میں نظموں کے مطالعے کے دوران تشکیل دی جب لیچ نے ان نظموں میں زبان کے مروجہ استعمال سے انحراف کا مشاہدہ کیا۔ لیچ نے لسانی انحراف کی جو اقسام بیان کی ہیں ان میں ایک لغوی انحراف (Lexical Deviation) ہے۔ مصنف لغوی انحراف اس وقت کرتا ہے جب وہ مروجہ الفاظ کو نظر انداز کرتا ہے اور ان کی جگہ نئے الفاظ استعمال کرتا ہے تاکہ وہ منفرد اسلوب کی تخلیق میں ایسے الفاظ استعمال کرے جن کے معنی کی گہرائی زیادہ ہو اور متن میں جمالیاتی تاثر پیدا ہو۔ (۴)

مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں بہت سے نئے الفاظ تخلیق کیے ہیں جو فرہنگ عامرہ ،لغات کشوری، فیروزاللغات، جامع اردو لغت، سنسکرت اردو لغت اور اردو لغت تاریخی اصول پر میں موجود نہیں ہیں۔ مثلاً ناول کے متن میں زبینگ کو انہوں نے "اپنے آپ کے" معنی میں استعمال کیا اور پھر اس کے ہم آواز الفاظ شبینگ، کبینگ، لبینگ، بپینگ اور کرینگ کے الفاظ تخلیق کر ڈالے۔ ان الفاظ کے علاوہ ناول میں اور بھی نئے لفظ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ملتے ہیں جو کسی پرانے لفظ سے تخلیق نہیں ہوئے بلکہ اردو زبان کے منظر نامے پر بالکل نئے ہیں۔ ان الفاظ میں جاوا گون، پکڑم، پر کڑی، لفاٹ، بتاکس، ہم کمری وغیرہ شامل ہیں۔ بہت سے الفاظ مرزا اطہر بیگ نے موجودہ الفاظ سے تخلیق کیے ہیں جو اردو لغات میں موجود نہیں ہیں جیسے یاد سے یادنا، پکوان سے پکوانیہ ،واک سے واکنا اور واکنے ،خواب سے خوابنا اور خوابا، پروسیجر سے پروسیجا، جذبات سے جذباتیافت خطوط سے خطوطیات، دیکھتا سے دیکھتوں ،فٹافٹ سے فٹافٹیت، ہونا سے ہونوانا، ٹوٹنا سے ٹوٹوانے ،مافوق الفطرت سے مافوق الفطریات، دنگ سے دنگانا، خیال سے خیالتا وغیرہ ہیں۔ مرزا اطہر بیگ نے یہ الفاظ علم اشتقاق کی رو سے اشتقاقی وسطیے اور اشتقاقی مبادلے کی مدد سے تخلیق کیے ہیں۔ اشتقاقی وسطیے کے استعمال سے انہوں نے اصل لفظ کے وسط میں کسی مصوتے کا اضافہ کر کے معنی اور مفہوم میں حسب خواہ تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اوپر دی گئی مثالوں میں ہونا سے ہونوانا اور ٹوٹنا سے ٹوٹوانے اشتقاقی وسطیے کی مدد سے تخلیق کیے گئے ہیں۔ اشتقاقی وسطیوں کا استعمال فعل معروف کو فعل مجہول میں تبدیل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اشتقاقی مبادلے لفظ وضع کرنے کی دوسری صورت ہے جس میں اصل لفظ میں مصوتوں کی تبدیلی سے نئے الفاظ وضع کر لیے جاتے ہیں۔ ان الفاظ کی مثالیں یاد سے یادنا، واک سے واکنا، خواب سے خوابنا، جذبات سے جذباتیافت ،مافوق الفطرت سے مافوق الفطریات ،،سچ سے سچیانے ،خیال سے خیالتا اور فٹافٹ سے فٹافٹیت ہے۔ یہ وضعی الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان میں نئے الفاظ کی تخلیق کی گنجائش موجود ہے اور ناول نگاروں کا نئے الفاظ کی تخلیق کے ساتھ منفرد طرز بیاں اردو کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

مرزا اطہر بیگ نے اشتقاقی تکرار سے نئے الفاظ تخلیق کیے ہیں۔ اشتقاقی تکرار میں کسی لفظ کو مکرر لا کر ایک نئے لفظ یا ترکیب کو وضع کیا جاتا ہے۔ لفظی تکرار سے وضع شدہ لفظ بعض اوقات اصل لفظ سے معنی میں بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات لفظی تکرار سے مصنف الفاظ کی ترسیلی قوت میں اضافہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لفظی تکرار کے عمل سے وضع کردہ الفاظ محض ترسیلی قوت میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ ناول سے اشتقاقی تکرار کی مثالیں پونچھ پانچھ ،چمک چمکا، ٹھوکا ٹھوکی، کل کلیان، ڈھچ ڈچاڈ ھیچ ڈھیچ، ڈھاؤں ڈھاؤنچ ،مانگا ملنگ، چخ ،چخ ،بور بور، پکڑ پکڑ، پچک پچاک ،وکھ وکھ، کھلر کھلران ،بکھر بکھران، چیختے چلواتے، کرنا کرانا، نگر نگر، دیکھ دیکھ، سن سن ،انتہا، انتہا، چیکتے چاکتے ، ٹھپ ٹھپ، ٹھنک ٹھنک، دھاڑ دھاڑ ،للا للا وغیرہ ہیں۔ ایسے الفاظ چونکہ تاثر میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ماخذ تحقیقی مجلہ

شدت پیدا کرتے ہیں لہٰذا ان کا استعمال زیادہ شاعری میں ہوتا ہے لیکن مرزا اطہر بیگ نے ناول میں اشتقاقی تکرار کا بہت استعمال کیا ہے۔

اردوانے کا عمل یا Nativization الفاظ کی ایسی صورت ہے جس میں دیگر زبانوں سے الفاظ لے کر انہیں اپنی زبان کے مزاج و منہاج کے مطابق شکل عطا کر دیتے ہیں۔ اردو زبان میں اس نوع کے وضع کردہ الفاظ کی مثالیں کثرت سے دستیاب ہیں۔ مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں ایسے الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ ناول میں بہت سے ایسے الفاظ کی مثالیں ملتی ہیں جن کے متبادل اردو الفاظ موجود تھے مگر مرزا اطہر بیگ نے اردوانے کے عمل کو ترجیح دی ہے۔ ناول سے ایسے الفاظ کی مثالیں میڈیم، ٹیلی پیتھی، باڈی گارڈز، ایکٹیو بیٹی، ڈیئر، اورنج جوس، ہیوی ڈنر، مسٹری، بیک گراونڈ، فنی، تھینک یو، گریٹ، بورنگ، ڈارلنگ، گاڈ، ونڈر فل، اسٹڈی، ایئر فریشنرز، انکل، ٹریننگ، سوری، ٹریلر، ایڈیٹ، پروفیشنل، رائٹر، فین، لولی کوئین، گڈ آئیڈیا، میجیشن، کریکٹر، فولڈرز، مومنٹ وغیرہ ہیں۔

مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں لغوی انحراف کرتے ہوئے بہت سے ایسے الفاظ اور تراکیب تخلیق کی ہیں جو لغات اور عام استعمال میں نظر نہیں آتیں۔ مرکب الفاظ یا ترکیب لفظی دو آزاد الفاظ کی ترتیب سے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ اردو زبان میں وضع کردہ الفاظ کی یہ شکل بہت مقبول ہے۔ ترسیلی ضرورتوں کے مطابق نئی نئی تراکیب وضع ہوتی رہتی ہیں۔ اردو زبان میں تراکیب لفظی کی بہت سی صورتیں ممکن ہیں جن میں سے سب سے عام جمع الفاظ ہیں۔ جمع الفاظ ترکیب لفظی کی ایک آسان صورت ہے۔ اس میں دو الفاظ باہم یکجا کر دیے جاتے ہیں اور ایک نئی ترکیب وضع ہو جاتی ہے۔ ترکیب لفظی کی اس صورت کی ناول سے مثالیں جسوس ٹیپ مکھیاں، بڑ بڑاہی مکالمے، نفرت انگیز گھسیٹا کاری، روحانی بدبختیاں، دیسی چڑیلیں، حقیقی چوہے، بائیو کیمیکل اچنبا، طلسمی میزائل، کائناتی فراغت، غسل شدہ آواز، ذہنی برتن، محکم بیتی، وطنی جن بھوت، روحانی نمائندے، روحانی بدبختیاں، کنجڑا جن، علمیاتی بھٹکاؤ، آسیبی الجھن، زندہ ڈھانچہ اور ڈبو بیتی ہیں۔

مرزا اطہر بیگ نے مخلوط ترکیبیں وضع کی ہیں جنھیں مخلوط اشتقاقی ترکیبیں بھی کہتے ہیں۔ ان میں ایک لفظ اردو زبان کا ہوتا ہے جب کہ دوسرا لفظ کسی دوسری زبان کا ہوتا ہے۔ ناول سے مخلوط ترکیبوں کی مثالیں تحقیقی excitement، دیسی کریسچین، پیرانارمل گھوڑا، مندری تھیوا فیکٹر، جذباتی بلیک میل، تھرڈ کلاس کوشش، عجیب development، نازک timing، خاندانی اسٹیبلشمنٹ، favourit بیٹے، انکل بینڈا، ایڈیٹ عبدل، تاریخی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ماخذ تحقیقی مجلہ

مومنٹ، اچھاٹرینڈ، کوانٹم ٹاکرا،paranormalیادداشتیں، beneficiary محکم دین، آسیبی باڈی گارڈ وغیرہ ہیں ۔ان تمام تراکیب میں ایک لفظ انگریزی سے مستعار ہے اور دوسرا لفظ اردو زبان کا ہے۔مرزا اطہر بیگ نے ان تراکیب کو پاکستانی معاشرے کے واقعات وحادثات کو پوری تاثیر، ایمانداری اور خوش اسلوبی کے ساتھ قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔اس مقصد کے لیے انھوں نے محض روایتی زبان سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے لیے لفظیات کی تشکیل وتعمیر خود ہی کی ہے اور نئی نئی ترکیبیں وضع کی ہیں۔

جیوفری لیچ کے مطابق معنوی انحراف(Semantic Deviation)سے مراد لفظ کے مروجہ معنی کے استعمال سے انحراف ہے۔لیچ اس انحراف کو غیر معقول سمجھتا ہے کیونکہ اس سے کسی مخصوص لفظ کا معنی، ترکیب یا مکمل جملہ ہی مبہم ہو جاتا ہے۔لیچ کے خیال میں اس انحراف سے ہو سکتا ہے کہ قاری استعاراتی زبان یا تصورات کو زیادہ واضح طور پر سمجھ سکے۔۵ مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں معنوی سطح پر انحراف کیا ہے۔کسی بھی ادبی لفظ کے معنی کو سیاق کے بغیر بیان نہیں کیا جا سکتا۔(۵)

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیاق لفظوں کے مختلف معنی کو متعین کرتا ہے گویا یہ معنی کا ایک سلسلہ قائم کرتا ہے جسے معنیاتی تہہ داری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔کسی بھی لسانی اظہار میں معنیاتی تہہ داری اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک خیال کی ترسیل کے لیے مناسب انداز تحریر اختیار نہ کیا جائے۔معنیاتی تہہ داری خیال کو ایسا لسانی پیرہن عطا کرتی ہے جو ایک خیال سے ملتے جلتے کئی خیالات کو جنم دیتی ہے۔ناول سے معنیاتی تہہ داری کی مثالیں:

> "لیکن بھوتوں سے کھلواڑ، بدروحوں سے گٹھ جوڑ یا آسیبی یارانے بہر حال میری مکمل توجہ مانگتے ہیں۔"(۶)
>
> "میں عورتوں کو نہیں دیکھتا وہ میری طرف دیکھتی ہیں۔ہاں اور اسی چکر میں ایک آدھ نے تیرے ساتھ ہی پھڑک جانا تھا۔"(۷)
>
> "ذہنی ہڑبونگ سے ذہنی طوفان کی طرف۔"(۸)
>
> آ۔۔۔۔ مل جائیں گے ۔ادھر سامنے ہی کھڑے ہوں گے کالے علم کو جپھیاں ڈالتے۔"(۹)
>
> "لگی ٹھاہر کا ہنہناتا آسیب۔"(۱۰)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27
ماخذ تحقیقی مجلہ

اوپر دی گئی مثالوں میں کھلواڑ، گٹھ جوڑ، آسیبی یارانے، آسیبی کتے، پھڑک جانا، ذہنی ہڑبونگ، جپھیاں ،ہنہنا تا آسیب معنوی تہہ داری کا حق ادا کرتے ہیں۔ بھوتوں سے کھلواڑ، بدروحوں سے گٹھ جوڑ اور آسیبی یارانے ایک ہی سیاق کو بیان کرتے ہیں یعنی بھوتوں بدروحوں اور جنات سے انسانی تعلقات۔ کھلواڑ، گٹھ جوڑ اور یارانے انسانی تعلقات کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہیں لیکن مرزا اطہر بیگ نے انہیں مافوق الفطرت عناصر سے تعلقات کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ پھڑک جانا کا لغوی معنی دم نکل جانا ہے جبکہ مرزا اطہر بیگ نے عورت اور مرد کے عاشقی کے تعلق کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا۔ ذہنی ہڑبونگ اور ذہنی طوفان مترادف ہیں اور ان کے معنی یکساں ہیں۔ اگرچہ دیکھنے میں یہ دونوں الفاظ مختلف ہیں مگر ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ذہنی کھلبلی اور ذہنی ہلچل۔ جپھیاں پنجابی لفظ ہے جس کا اردو مترادف گلے لگانا ہے اور یہ انسانوں کو گلے لگانے کے معنی میں مستعمل ہے لیکن مرزا اطہر بیگ نے اسے کالے علم کو گلے لگانے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ ہنہنانا گھوڑے کی آواز کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن مرزا اطہر بیگ ے اسے پہلی دفعہ کسی آسیب کی آواز کے لیے استعمال کیا ہے۔

محمد سلیم کے مطابق مصنف تحریری زبان کے اصولوں سے انحراف کرتا ہے جس کے لیے انگریزی زبان میںGraphological Deviation کی اصطلاح مروج ہے۔ ان اصولوں میں رموزِ اوقاف کا استعمال سب سے اہم ہے جو کسی بھی متن کے اصل مفہوم کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مصنف علامت استفہامیہ، سکتہ ختمہ، ندائیہ، واوین، قوسین اور علامت حذف کو اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے۔[11]

مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں مروجہ رموزِ اوقاف کے استعمال سے انحراف کیا ہے۔ رموزِ اوقاف کسی بھی زبان کے متن کو اس کے اصل مفہوم کے ساتھ سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اگر عبارت کے اندر ان کا درست استعمال نہ کیا گیا ہو تو تحریر کے مفہوم کو سمجھنے میں مشکل پیش آسکتی ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے سب سے زیادہ ختمے کے استعمال سے انحراف کیا ہے۔ ختمے کو فل سٹاپ بھی کہتے ہیں۔ یہ علامت متن میں بات یا جملہ پورا ہونے کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ یہ مکمل وقف کی علامت ہے یعنی کہ بات یا جملہ یہاں پورا ہوا۔ ناول سے انحراف کی مثال:

"ادھر۔۔۔۔۔۔ ٹیپ۔۔۔۔۔۔ نیچے۔۔۔۔۔۔ اندھیرے میں مل نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔۔
ملی۔۔۔۔۔۔ جھک کر۔۔۔۔۔۔ اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ کالا۔۔۔۔۔۔ کالا۔۔۔۔۔۔ سایہ
۔۔۔۔۔۔ گزرا۔۔۔۔۔۔ سایہ جیسا۔۔۔۔۔۔"

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

جیسا؟ کیا مطلب تمہارا ۔۔۔۔۔ جیسا ۔۔۔۔۔ ایسا ۔۔۔۔۔ کیسا ۔۔۔۔۔ جیسے ۔۔۔۔۔ کو تیسا ۔۔۔۔۔۔ پیسہ "(۱۲)

واوین کی علامت کسی تحریر کا اقتباس پیش کرتے وقت یا کسی کا قول پیش کرتے وقت اس قول یا اقتباس کے شروع میں لگائی جاتی ہے۔ اسی طرح جملوں کے درمیان میں کسی خاص اہمیت کے پیش نظر کسی خاص نام و مقام کو بھی واوین میں لکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کتاب، باب، کہانی، مضمون وغیرہ کا عنوان لکھتے ہوئے یا کسی لفظ کو گفتگو میں نمایاں کرنے کے لیے بھی واوین کا استعمال ہوتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ خفیف مخفی کی خواب بیتی میں اس استعمال سے انحراف کرتے نظر آتے ہیں۔ نیچے دی گئی مثالوں میں وہ اپنی مرضی سے واوین کا استعمال کرتے نظر آئیں گے۔ جیسے ایک عام سی گفتگو کے جملوں کو بیان کرتے ہوئے واوین کا استعمال کرتے ہیں اور ان جملوں میں واوین کی خاص ضرورت نہیں ہے:

"اور یہ بھی اتفاق ہے کہ ہم لوگ ان دنوں ادھر اکٹھے ہیں۔ میری اس ہاسٹل سے ٹرانسفر ہو گئی ہے۔ کچھ جائننگ ٹائم تھا گھر آ گیا۔ "(۱۳)

"ہاں محکم یاد آیا وہ ویٹنری ڈاکٹر شامل نگر۔۔۔۔ کیا نام تھا۔۔۔ غلام۔۔۔۔۔"(۱۴)

"ہاں وہ واقعہ افسوس ناک تھا۔ حالاں کہ وہ لڑکا نورا۔۔۔ ساری۔۔۔ منورا کافی سمجھدار تھا۔ کام جانتا تھا"(۱۵)

مرزا اطہر بیگ نے ناول میں جگہ جگہ علامت استفہام کے استعمال سے انحراف کیا ہے۔ یہ علامت وقت کامل بھی کہلاتی ہے۔ یہ علامت سوالیہ جملے کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس علامت کے استعمال سے ایک عام جملے اور سوالیہ جملے میں واضح فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ جن جملوں میں کوئی سوال پوچھا جا رہا ہو ان جملوں میں یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔ اِن جملوں کے آخر میں اگر سوالیہ نشان استعمال نہ کیا جائے تو ان جملوں کا مفہوم صحیح طور پر واضح نہیں ہوتا۔ علامت استفہام سے انحراف کی مثالیں:

"چلو۔۔۔ مکاؤ۔۔۔ یار۔۔۔ ہو گیا۔۔۔ یہ کیس تو ہو گیا تیرا مخفی۔۔۔۔؟ محکم دین کہتا ہے "(۱۶)

"کیا کہتا ہے۔ محکم غرایا۔ "(۱۷)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

جیو فری لیچ کے مطابق مصنف جدلیاتی انحراف(Dialectical Deviation) کرتا ہے۔ جدلیاتی انحراف سے مراد متن کے اندر مادری زبان کے الفاظ کا استعمال ہے۔ مصنف جدلیاتی انحراف اس وجہ سے کرتا ہے کیوں کہ وہ کسی خاص صورت حال کی منظر کشی کے لیے معیاری زبان کے الفاظ کو بہتر نہیں سمجھتا۔[۱۸]

مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں بہت زیادہ پنجابی الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ پنجابی چوں کہ مرزا اطہر بیگ کی مادری زبان ہے اس لیے وہ پنجاب سے لیے گئے کرداروں کی گفتگو میں بہت سے پنجابی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پنجابی زبان کا اپنی دھرتی سے تہذیبی اور ثقافتی رشتہ بہت مضبوط اور گہرا رہا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے جہاں مقامی پنجابی ثقافت اور صدیوں پُرانی تہذیب کے مزاج اور فضا کو اپنے ناول میں پیش کیا ہے وہاں لفظیات کا چناؤ بھی ایسا ہی ہے جو اردو نثر کی فضا کے عین مطابق ہے۔ خفیف مخفی کی خواب بیتی کی نثر پنجابی ،انگریزی ،فارسی، فرانسیسی اور ہندی کا امتزاج ہے۔ اگرچہ فارسی اور ہندی الفاظ کا استعمال کہیں کہیں ملتا ہے لیکن پنجابی اور انگریزی الفاظ کا بہت زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ ناول سے پنجابی الفاظ کی مثالیں بنڈی، ڈانگ سوٹا، بڑاوے، پلس، ٹیم ،پوڑیاں، کشبو، کھڑک، سیکل، کھچرا، کل کلیان، تڑیاں، پکی تھاں، رپھڑ، گھمیٹیاں، پھنڈ، شاٹ، ٹبر، گنڈویا، کچا چھٹا ،گتھلا، جھبیاں وغیرہ ہیں۔ ہندی الفاظ کی مثالیں جنم پتری، شانت، پورن ماشی، بدھا، آتما، تیاگ نروان، چمتکار، بپتا اور مہان شبھ گھڑی ہیں۔ مرزا اطہر بیگ نے انگریزی الفاظ کا بھی بہت زیادہ استعمال کیا ہے اگرچہ ان الفاظ کے بہترین اردو مترادفات موجود تھے۔ ایسے انگریزی الفاظ کی مثالیں instructions, exams, clue, exactly, trace, development ,share, compose, well done, excellent work, reinforcement, suggest disperse, وغیرہ ہیں۔ اسی طرح جن لفظوں کے متبادل ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں ان کی جگہ انگریزی لفظ لانا تعجب کی بات ہے۔ اس سے گفتگو اور تحریر دونوں کا رنگ بگڑ جائے گا اور اگر قاری کا انگریزی زبان پر عبور نہیں ہے تو ناول کے مطالعے کے دوران اس کی متن میں دلچسپی کم ہوتی جائے گی۔

مرزا اطہر بیگ نے جہاں ناول میں بہت زیادہ مادری زبان کے الفاظ کا استعمال کیا ہے وہاں معیاری زبان کے استعمال سے بھی انحراف کیا ہے۔ انہوں نے اپنے دیگر ناولوں کی طرح اس ناول میں بھی بہت سے سلینگ استعمال کیے ہیں۔ سلینگ سے مراد اردو میں مستعمل غیر ثقہ، غیر معیاری اور عامیانہ الفاظ ہیں۔ مرزا اطہر بیگ نے معیاری اردو زبان کے الفاظ کے بجائے سلینگ کا استعمال اس وجہ سے کیا کیوں کہ خفیف مخفی کی خواب بیتی کا بیانیہ یہ تقاضا کرتا ہے ناول کے کرداروں کی جگہ اور وقت کی مناسبت سے سلینگ کا استعمال کیا جائے۔ مرزا اطہر بیگ نے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

سلینگ کا استعمال اس وجہ سے بھی کیا ہے کیوں کہ نچلی ذاتوں یا کمتر ثقافتوں میں سلینگ قسم کی زبان عام استعمال ہوتی ہے۔ مرزا اطہر بیگ کو یہ مہارت حاصل ہے کہ انہوں سے سلینگ کو بھی ایسے استعمال کیا ہے کہ وہ معیاری زبان کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ ناول کے متن میں بہت سے ایسے الفاظ ملتے ہیں جنہیں عام طور پر گالیاں کہا جاتا ہے۔ گالیاں جو عامیانہ، بازاری، سوقیانہ، ناشائستہ، متبذل، غیر ثقہ اور فحش الفاظ ہیں۔ پاکستان کی عام اردو زبان میں یہ گالیاں ہیں جو معیاری زبان کا حصہ نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں ناول میں پاکستانی معاشرے کی حقیقی جھلک ملتی ہے جس میں گالی گلوچ کا کلچر عام نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ پڑھے لکھے لوگ بھی اسی کلچر کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ ناول کے پاکستانی کردار اپنے غصے اور جذبات کا اظہار کرنے کے لیے غلیظ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اور اپنے مہذب ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ناول سے سلینگ کی مثالیں غنڈے، بد معاشی، ذلیل، گدھے کا بچہ، الو کا پٹھا، انگل دینا، باندر مونہے، لونڈے، کتوں، بھونڈی، گندے مندے، کتیاؤں، چول، کمینے، کتے، پدنے کھوتے، پٹھے کاموں دستگیرے کے چوہے، چٹورا، پھڈے، ڈشکرے وغیرہ ہیں۔

محمد منصور معیاری جملے کے استعمال سے انحراف (Syntactic Deviation) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مصنف ایسے جملے تخلیق کرتا ہے جن میں وہ جملہ تشکیل دینے کے اصولوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ مصنف گرامر کے اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے ایسے جملے تخلیق کرتا ہے جس سے اکثر اوقات قاری کے لیے ابہام پیدا ہو جاتا ہے اور وہ متن کا معنی واضح طور پر نہیں سمجھ سکتا۔[۱۹]

لفظوں کے ملاپ سے جملہ بنتا ہے اور جملوں سے عبارت بنتی ہے۔ اچھی عبارت کے لیے ضروری ہے کہ جملے مکمل مفہوم ادا کرتے ہوں۔ معیاری جملہ لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مناسب لفظوں کا انتخاب کیا جائے۔ جن مناسب لفظوں کو منتخب کیا جائے ان لفظوں کو جملے میں مناسب ترتیب سے ہونا چاہیے۔ مرزا اطہر بیگ کے ناول خفیف مخفی کی خواب بیتی کے جملوں میں لفظوں کے ہیر پھیر سے دلچسپ اور مختلف انداز تحریر ابھرتا ہے اور متن کے حقیقی معنی سمجھنے کے لیے قاری غور و فکر کی دنیا میں ڈوب جاتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے خفیف مخفی کی خواب بیتی میں معیاری جملے کے استعمال سے انحراف کیا ہے۔ انہوں نے ناول میں بہت سے ایسے جملے تخلیق کیے ہیں جو قاری کے لیے غور و خوض کے باوجود بھی مبہم ہی رہتے ہیں۔ مثلاً ناول کے اقتباس سے مثال:

"آہ کلو خوبصورت نام ہے بلی کا۔۔۔۔

نک نیم ہے نام کلو پیٹرا ہے۔۔۔۔ ڈارلنگ کا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ماخذ تحقیقی مجلہ

کلو پیڑا۔۔۔قدیم مصری۔۔۔۔مجھے نجف جبلی یاد آ گئے۔

کون تھے کلو پیٹرا کے Husband تھے شاید۔۔۔۔"[۲۰]

اگرچہ یہ جملے طویل نہیں ہیں مگر اپنا واضح مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ان جملوں میں کلو پیٹرا کون تھی؟بلی کا کلو پیٹرا سے کیا تعلق تھا؟اور کلو پیٹرا کا قدیم مصریوں سے کیا تعلق تھا؟قاری کو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ان جملوں کا واضح مفہوم کیا ہے؟۔ناول میں بہت سے ایسے جملے ملتے ہیں جو قاری کے سر کے اوپر سے گزر جاتے ہیں۔ ان جملوں کا مطلب صاف نہیں ہوتا اور نہ ہی قاری ان کو سمجھ سکتا ہے۔اگر نام کلو پیٹرا کے حوالے سے تھوڑا مطالعہ کیا جائے تو مصر کی ملکہ کلو پیٹرا کا شمار دنیا کی حسین ترین عورتوں میں ہوتا تھا۔اس کے عاشقوں میں بہت سے شہزادے ،جرنیل اور سردار شامل تھے۔کلو پیٹرا بہت چالاک اور ہوشیار تھی۔چوں کہ ملکہ سے اپنے عشق میں ناکامی برداشت نہیں ہوئی اس لیے اس نے خودکشی کر لی۔اسی طرح کے اور بھی جملے ملتے ہیں جن کی ناول کے متن میں موجودگی کی کوئی خاص وجہ سمجھ نہیں آتی۔ایسے جملوں کی ناول سے مزید مثالیں:

"دائرہ۔گول حرکت۔۔۔۔۔آواگون چکر کی بات کرتا ہے۔

پھر وہ ہی انکاری اشارہ اور زیادہ شدید۔

کس چکر۔عام چکر۔گھن چکر۔۔۔۔کیا چکر؟"[۲۱]

اس حوالے سے مرزا اطہر بیگ خود بھی ناول میں کچھ یوں اعتراف کرتے ہیں:

"کلیان۔کلیان۔۔۔۔یہی وہ لفظ ہے جس نے مجھے چونکا دیا۔پھر آگے وہ سلسلہ شروع ہو گیا ۔جیسے یہ لفظ ایسا تھا کہ اس کا کوئی تعلق ان کی بامعنی بات،جملے سے نہیں بنتا تھا۔اسی طرح اور آنے لگے۔

یعنی ایسے۔۔۔۔بے۔۔۔۔۔مطلب غیر متعلق الفاظ آپ کہیں گے"[۲۲]

اردو ناول میں ہیرو کے کردار میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں کیوں کہ ہر دور کا الگ پس منظر اور الگ تقاضے تھے۔ہر دور کے حالات واقعات ہیرو کے کردار پر اثر انداز ہو کر اس میں تبدیلیوں کا سبب بنتے رہے ہیں۔اکیسویں صدی ارتقا کی صدی ہے۔مرزا اطہر بیگ نے اس صدی کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر خفیف مخفی کی خواب بیتی کے ہیرو کا کردار تخلیق کیا ہے کیوں کہ یہ اردو ناول کے روایتی ہیرو کے کردار سے مختلف ہے۔گزشتہ صدی میں جسمانی طاقت،جرات و بہادری،تیر اور تلوار زنی ہیرو کا خاصہ ہوتی تھیں لیکن مرزا اطہر بیگ ان خوبیوں سے انحراف کرتے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

نظر آتے ہیں۔ ناول کا ہیرو خفیف مخفی ہے جس کا اصل نام سلطان زمان ہے۔ خفیف مخفی تحقیقی دنیا میں قلمی نام ہے۔ خفیف مخفی کے سوا ناول کے تمام کردار پاکستانی معاشرے کے روایتی کردار ہیں جو ماورائے عمومی واقعات پر یقین رکھتے ہیں۔ خفیف مخفی ان ماورائے عمومی واقعات کی سائنسی بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ناول اس کی انہی کوششوں کی داستان ہے۔ خفیف مخفی روایتی ہیرو کی طرح جوان نہیں ہے بلکہ جوان بچوں کا باپ ہے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے اور نہ ہی کوئی غیر معمولی کارنامے سر انجام دیتا ہے۔ اگرچہ روایتی ہیرو کے کردار کی طرح بہادر نہیں ہے مگر فلسفیانہ سوچ رکھتا ہے۔

مرزا اطہر بیگ ناول کے مختلف کرداروں کو ہمارے سامنے ایسے پیش کرتے ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ان کا نقشہ پھر جاتا ہے اور اہم ان کی شکل و صورت اور کردار و گفتار کو بھول نہیں سکتے۔ خفیف مخفی کی خواب بیتی کرداری ناول ہے کیوں کہ اس میں کہانی مرکزی کردار خفیف مخفی یا کبھی کبھی دیگر کرداروں کے گرد گھومتی ہے اور کہانی کا سارا تانا بانا انہی کرداروں کے گرد بنا گیا ہے۔ ناول میں سب سے اہم بات ناول کے ضمنی کرداروں کے نام ہیں جو پاکستانی معاشرے کی دلچسپ تصویر پیش کرتے ہیں۔ مرزا اطہر بیگ نے ناول میں جو نام استعمال کیے ہیں وہ عام افراد کے بگڑے ہوئے نام ہیں یا مختصر نام ہیں جیسے پرویز سے پیجا، عبداللہ سے عبدل، فیصل سے فیصلہ اور فیصلے، نصیر سے نصیرا، طفیل سے طفیلیا، وزیر سے وزیرا وغیرہ ہیں۔ ناول میں کئی ایسے نام بھی ملتے ہیں جو پنجاب میں کسی خوبی یا خامی کی وجہ سے معاشرے میں مشہور ہو جاتے ہیں۔ جیسے استاد کھیرا، حاکو، نکا، کودن، حکیم عجلت کاسنی، کھنا حلوائی، سائیاں موراں والی سرکار، نھتو کالا، مندری، تھیوا، جھنڈا مداری، ونگاں آلی سرکار مانگا ملنگ، پپلی ملنگنی، شوخا، نصیر کانا وغیرہ ہیں۔ ان ناموں سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ناول میں پنجاب کی ثقافت گہرے سانس لے رہی ہو۔ اردو کے روایتی ناول نگاروں کے ہاں کرداروں کے ایسے ناموں کا استعمال کم ہی ملتا ہے۔

خفیف مخفی کی خواب بیتی کی زبان اردو کے روایتی ناولوں کی زبان سے مختلف ہے کیوں کہ اس میں ناول نگار نے زبان کو سانس لینے کی پوری آزادی دی ہے۔ ناول میں لسانی انحراف سے اردو زبان کے منظر نامے پر نئے اور رنگ برنگے لفظوں کی کہکشائیں نمودار ہوتی ہیں جن سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اردو زبان بہترین تخلیقی اظہار کی زبان ہے۔ مرزا اطہر بیگ لسانی انحراف سے ایسی مضحکہ خیز صورت حال پیدا کرتے ہیں کہ بعض اوقات قاری ہنسنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ کا زبان کا تہذیبی شعور خفیف مخفی کی خواب بیتی کو غلام باغ کی طرح اردو کا مختلف ناول بناتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ نے نئے مفاہیم کے حامل لفظیات کے علاوہ الفاظ کی بناوٹ اور سجاوٹ سے خیال سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

خیلتا اور یاد سے یادنا جیسے لفظ تخلیق کیے ہیں۔اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزااطہر بیگ نے شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے فکری اظہار کے لیے لسانی انحراف کیا ہے ،نئے الفاظ تخلیق کیے ہیں ،پنجابی ،انگریزی ،فارسی اور ہندی زبان کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور کہیں موجودہ الفاظ کو نئے سانچوں میں ڈھال دیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ علی حسن اویس، مرزااطہر بیگ تعارفی مطالعہ، تاریخ ملاحظہ ۴اپریل ۲۰۲۴۔بحوالہ:
https://www.humsub.com.pk/486286/ali-hassan-awais-36/

۲۔ محمد عاصم بٹ ،زبان کو اپنی زندگی مرضی سے گزارنے کی آزادی دی جائے، تاریخ ملاحظہ ۷اپریل ۲۰۲۴۔ بحوالہ:
https://www.tajziat.com/article/76

۳۔ محمد منصور اور یسریٰ سلمان، "Linguistic Deviation in Literary Style:A Stylistic Analysis"مشمولہ جنرل آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز(عراق:شیعان یونی ورسٹی اربل،۲۰۲۰)ص،۸۔

۴۔ایضاً،ص۹۔

۵۔جیو فری لیچ(Geoffrey Leech)، A Linguistic Guide to English Poetry(لندن:لانگ مین گروپ یوکے لیمیٹڈ،۱۹۶۹)،ص۴۵۔

۶۔مرزااطہر بیگ،خفیف مخفی کی خواب بیتی(لاہور:زاہد بشیر پرنٹرز،۲۰۲۲)،ص۲۲۔

۷۔ایضاً،ص۳۱۰۔

۸۔ایضاً،ص۳۸۳۔

۹۔ایضاً،ص۳۶۷۔

۱۰۔ایضاً،ص۴۵۶۔

۱۱۔محمد سلیم، "An analysis of semantic deviations in T. S. Eliot's Poem Ash-Wednesday"مشمولہ انٹرڈسپلنری جنرل آف کنٹمپرری ریسرچ ان بزنس،۲۰۱۲۔ص ۸۳تا۹۱۔

۱۲۔ مرزااطہر بیگ،خفیف مخفی کی خواب بیتی(لاہور:زاہد بشیر پرنٹرز،۲۰۲۲)،ص۴۵۸۔

۱۳۔ایضاً،ص۷۱۷۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-27

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۴۔ ایضاً، ص ۵۶۹۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۵۷۵۔

۱۶۔ ایضا ،ص ۵۹۷۔

۱۷۔ ایضا، ص ۶۵۴۔

۱۸۔ جیوفری لیچ (Geoffrey Leech)، A Linguistic Guide to English Poetry (لندن: لانگ مین گروپ یوکے لیمیٹڈ، ۱۹۶۹)، ص ۴۹۔

۱۹۔ محمد منصور اور یسریٰ سلمان، "Linguistic Deviation in Literary Style:A Stylistic Analysis" مشمولہ جنرل آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز (عراق: شیعان یونی ورسٹی اربل، ۲۰۲۰) ص۔ ۱۱۔

۲۰۔ مرزا اطہر بیگ، خفیف مخفی کی خواب بیتی (لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، ۲۰۲۲)، ص ۶۲۲۔

۲۱۔ ایضاً، ص ۹۲۸۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۸۱۶۔